ایک حدیث

زندگی کی تفریحات

سنن ترمذی میں اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہؓ سے ایک روایت یوں ہے :

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالساً فسمعنا لغطاً وصوت صبیان فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا حبشیۃٌ تزفن والصبیان حولھا فقال یا عائشۃ تعالی فانظری فجئت فوضعت لحیی علی منکب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعلت انظر الیھا فقال اما شبعت، اما شبعت، فجعلت اقول لا، لانظر منزلتی عندہ اذ طلع عمر فارفضّ الناس عنھا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لا نظر شیاطین الانس والجن قد فرّوا من عمر، قالت فرجعت۔

حضورؐ ایک بار بیٹھے تھے کہ کچھ شور اور بچّوں کی آواز آنے لگی۔ حضورؐ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک حبشی عورت دف بجا بجا کر رقص کر رہی ہے اور بچّے اسے گھیرے ہوئے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ عائشہ ادھر آ کر نظارہ کرو۔ میں آئی اور حضورؐ کے کاندھے پر اپنا چہرہ رکھ کر نظارہ کرنے لگی۔ حضورؐ نے کئی بار فرمایا کہ کیا ابھی سیری نہیں ہوئی؟ اور ہر بار میں نے نفی میں جواب دیا۔ دراصل میں دیکھنا چاہتی تھی کہ حضور کے دل میں میری کتنی جگہ ہے (یعنی میری کتنی دلجوئی فرماتے ہیں) اتنے میں حضرت عمر برآمد ہوئے (جنہیں دیکھتے ہی) سارا مجمع اس حبشن کے پاس سے بھاگ کھڑا ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ انس وجن کے شیاطین عمر کو دیکھتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اس کے بعد میں بھی واپس آ گئی۔

صاحب التاج الجامع للاصول نے بھی اس حدیث کو بحوالہ ترمذی ہی نقل کیا ہے اور اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ....

تزفن ای ترقص وتضرب بالدف

اس حدیث میں جو "تزفن" کا لفظ آیا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ حبشیہ رقص کر رہی تھی اور دف بجاتی جا رہی تھی۔

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ :

وفی ھذین عظیم لطف النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالعباد وجواز سماع اللھو بقدر الحاجۃ۔

ان دونوں روایتوں سے (جن میں ایک اس روایت سے پہلے نقل کی گئی ہے) پتا چلتا ہے کہ حضور بندوں پر کس قدر مہربان تھے۔ نیز ان دونوں روایتوں سے بقدر ضرورت "لہو" کے سننے کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔

بات پوری نہ ہوگی اگر اس سے پہلے کی روایت بھی نقل نہ کردی جائے۔ یہ بھی حضرت عائشہ ہی سے مروی ہے اور اسے بخاری، مسلم اور نسائی تینوں نے روایت کیا ہے۔ وہ یوں ہے:

دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعندی جاریتان تغنّیان بغناء بُعاث فاضطجع علی الفراش وحوّل وجھہ ودخل ابوبکر فانتھرنی وقال مزمارۃ الشیطان عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم؟ فاقبل علیہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال دعھما فلما غفل غمزتھما فخرجتا......

حضور ایک بار میرے پاس تشریف لائے تو اس وقت میرے پاس دو لڑکیاں جنگ بعاث کے گانے گا رہی تھیں۔ حضور بستر پر لیٹ گئے اور دوسری طرف کروٹ لے لی۔ اتنے میں حضرت ابوبکر آئے اور مجھے ڈانٹ کر کہا کہ رسول اللہ کی موجودگی میں اور یہ شیطانی گیت؟ حضور نے حضرت ابوبکر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ رہنے بھی دو ان بے چاریوں کو۔ اس پر جب وہ خاموش ہوگئے تو میں نے ان دونوں عورتوں کو اشارہ کیا اور وہ چلی گئیں۔

اس کے بعد ذکر ہے کہ:

اس دن عید تھی۔ حبشی مسجد نبوی میں اپنے ڈھالوں اور نیزوں کے کرتب دکھا رہے تھے۔ حضورؐ کے دوش مبارک پر حضرت عائشہ نے اسی طرح اپنی ٹھوڑی رکھ کر ان کا کھیل دیکھا۔ حضور انکے کرتب کی حوصلہ افزائی فرماتے اور شاباشی دیتے جاتے۔ حضرت عائشہ تھک گئیں تو واپس آگئیں

ان دونوں روایتوں میں دو الگ الگ واقعات کا ذکر ہے اور دونوں میں گانے بجانے کے متعلق شیطانی فعل ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ پہلی روایت میں تو یہ ہے کہ جب لوگ حضرت عمر کو دیکھ کر بھاگے تو حضورؐ نے فرمایا کہ: انسی وجنی شیاطین عمر سے بھاگ کھڑے ہوئے (یا بھاگ کھڑے ہوتے ہیں) دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر نے اسے شیطانی گیت قرار دیا۔ اب یہاں ایک سخت پیچیدگی یہ پیدا ہوتی ہے کہ کیا نعوذ باللہ حضورؐ جناب عائشہ کے ساتھ شیطانی فعل دیکھتے رہے اور شیطانی گیت سنتے رہے؟ بلکہ اُلٹا حضرت ابوبکر کو روک کر اس شیطانی حرکت پر

رضامندی کا اظہار فرمایا؟ العیاذ باللہ۔ ایسا گمان کرنا بلکہ وہم میں لانا بھی بدترین کفر ہے۔ پھر سوال یہ ہے کہ اس "شیطانی حرکت" کی کیا توجیہ ہو گی؟

اصل بات یہ ہے کہ حضرت عمر کی ہیبت سے یا حضرت ابوبکر کی خفگی سے کوئی حلال شے حرام نہیں ہو سکتی۔ حرام صرف وہی شے ہے جسے رسول باذنِ الٰہی حرام بتادے۔ اور حضور کے متعلق یہ وہم لانا بھی کفر ہے کہ کسی چیز کو حرام جانتے ہوئے بھی عمل اس کے خلاف کریں۔ دراصل معاملہ یہ ہے کہ بہت سی باجبروت شخصیتیں ہر دور اور ہر بستی میں ایسی ہوتی ہیں جن سے عوام ڈرتے ہیں، بچے خوف کھاتے ہیں اور ڈر سے بہت سے جائز کام بھی چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ ہمارے زمانے میں ندوۃ العلماء کے بورڈنگ کے نگران کل مولانا شبلی نعقیہ جیراجپوری تھے۔ بڑے چھوٹے سب طلبہ ان سے اس قدر ڈرتے تھے کہ جہاں ان کی آہٹ یا آواز سنی اور ادھر اُدھر بھاگنے چھپنے لگے۔ طلبہ اگر کچھ کھیل رہے ہوں جب، آپس میں باتیں کر رہے ہوں جب، بیت بازی ہو رہی ہو جب، غرض جس حال میں ہوتے مولانا شبلی کی آہٹ سنتے ہی چھپنے لگتے تھے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہیں کہ بچوں کا ان کی آواز سن کر بھاگنا اس بات کی دلیل ہے کہ مولانا شبلی کی نگاہ میں طلبہ کا گپ کرنا یا کھیلنا یا بیت بازی کرنا کوئی گناہ تھا۔ حضرت عمرؓ کی ہیبت و جلالت کا بھی یہی حال تھا۔ عام لوگوں نے جہاں ان کی آہٹ سنی اور دبکنا شروع ہو گئے۔ لوگوں کا گانا بجانا چھوڑ کر بھاگنے سے یا حضور کے یہ فرمانے سے کہ عمر سے شیطان بھاگتا ہے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ گانا بجانا ناجائز تھا شیطان بہت سے معنوں میں آتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک حدیث ملاحظہ فرمائیے:

عطاء بن یسار سے موطا امام مالک میں ایک حدیث یوں ہے:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد فدخل رجل ثائر الرأس واللحیۃ فاشار الیہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ کانہ یأمرہ باصلاح شعرہ ولحیتہ ففعل ثم رجع فقال صلی اللہ علیہ وسلم الیس ھذا خیرا من ان یأتی احدکم ثائر الراس کانہ شیطان۔

حضور مسجد میں جلوہ افروز تھے کہ ایک شخص آیا جس کے بال پریشان اور داڑھی الجھی ہوئی تھی۔ حضور نے اشارے سے حکم دیا کہ اپنے بال اور داڑھی ٹھیک کرو۔ اس نے تعمیل حکم کی اور واپس چلا گیا۔ حضور نے فرمایا کہ یہ بہتر ہے یا بکھرے ہوئے بال لے کر آنا جیسے شیطان چلا آ رہا ہو۔

اس حدیث کو غور سے پڑھ کر بتائیے کہ کیا بکھرے ہوئے بالوں اور الجھی ہوئی داڑھی کا ہونا ایسا ہی شیطانی فعل ہے کہ اسے چوری یا بدکاری کی طرح حرام سمجھ لیا جائے؟ اگر خدانخواستہ آپ کا یہی خیال ہے تو آج کل ستر فی صد داڑھی اور بال رکھنے والے جن میں زیادہ تر علمائے کرام ہی ہیں اسی لقب ۔ ۔ ۔ ۔ کے مستحق ٹھہریں گے۔

سیدھی بات یہ ہے کہ بعض ناگوار چیزوں کو بھی شیطان یا شیطنت کہہ دیا جاتا ہے اور ان کے مختلف درجات ہوتے ہیں۔ ہماری زبان میں بھی تیز یا ذہین یا شریر بچوں کو شیطان کہہ دیتے ہیں پھرتیلے آدمی کو جن کہہ دیتے ہیں لیکن اس سے کوئی بھی "شیطان رجیم" مراد نہیں لیتا۔ علاوہ ازیں بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو لطیف ہونے کے باوجود کسی کے ذوق کے مطابق نہیں ہوتیں۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ وہی چیزیں ایک کے لئے باعث دردِ سر ہونگی اور دوسرے کے لئے باعثِ تفریح۔ ایک کی نگاہ میں سنجیدگی اور بزرگانہ ادب کے خلاف ہونگی اور دوسرے کی نظر میں نہ ہونگی ہماری تہذیب میں بڑوں کے سامنے برہنہ سر بیٹھنا خلاف ادب سمجھا جاتا ہے۔ اگر کوئی متین شخص کسی کو اس برہنہ سری پر ڈانٹ دے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ برہنہ سر ہونا "حرام" ہے۔ اگر جناب ابوبکر نے گانے بجانے پر حضرت عائشہ کو ڈانٹ دیا تو یہ عین ادب رسول کا تقاضا تھا۔ اسے حرام و ناجائز ہونے سے ذرا بھی تعلق نہیں۔ ورنہ ایک معمولی عقل والا انسان بھی یہ سوچ سکتا ہے کہ ایک ناجائز چیز پر حضور خود کیوں خاموش رہتے بلکہ یوں کہئے کہ خود حضرت ابوبکر کو (ان کی برہمی پر) کیوں خاموش کر دیتے؟

ان احادیث میں صرف اتنی ہی بات نہیں کہ ایسی تفریحات کو حضور نے اپنے عمل سے جائز قرار دیا بلکہ ان میں ایک بہت بڑی حقیقت یہ بھی پنہاں ہے کہ مطائب و تفریحات بھی زندگی کا ایک ضروری جزو ہے۔ ہر وقت ایک سنجیدہ سجادہ نشین یا متقشف مولوی کے موڈ میں رہنا کوئی اسلامی تقاضا نہیں۔ یہ نری خشکی یا "وہابیت" ہے۔ حضور جس اعلیٰ ترین مقصد کے لئے بھیجے گئے تھے اس میں حضور کو اتنا انہماک تھا کہ ان تفریحات کے لئے حضور کے پاس وقت ہی نہ تھا اور تقریباً یہی حال خلفائے راشدین کا بھی تھا لیکن اس کے باوجود چونکہ حضور زندگی میں توازن (نہ کہ تقشف) پیدا فرمانا چاہتے تھے اور اسی دنیا کو جنتی زندگی کا نمونہ بنانا چاہتے تھے اس لئے تفریح کے مواقع پر بھی خود عملی حصہ لیا۔ عبادت صرف روتے رہنے کا نام نہیں۔ تفریح کے موقعے پر ہنسنا اور خوش ہونا بھی عبادت ہے۔ اور عین تقوےٰ ہے۔ حضور مزاح و لطیبت بھی فرماتے تھے۔ مجمع احباب میں اشعار سن کر قدر افزائی فرماتے اور مسکرا بھی دیتے۔ اونٹ یا گھوڑے کی دوڑ میں بھی حصہ لیتے۔ ہتھیاروں کے کرتب دیکھ کر حوصلہ افزائی بھی فرماتے اور گانا اور دف سن کر اظہار خوشنودی بھی فرماتے۔ غرض زندگی کو تقشف و تشدد کی آہنی زنجیروں میں جکڑ کر کبھی نہیں رکھا۔ اس قسم کی تمام روایات کو دیکھنے کے بعد میں جس نتیجے پر پہنچا ہوں وہ فقط اتنا ہی نہیں کہ تفریحات میں جائز حدود کے اندر رہتے ہوئے) حصہ لینا جائز و مباح ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ایسا کرنا عین اتباع سنت نبوی ہے اور اس سے گریز خلافِ سنت ہے۔ زیادہ سے زیادہ اتنا کہا جاسکتا ہے کہ جس کے ذوق پر کوئی تفریح گراں ہو وہ اس سے خود الگ رہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنے ذوقِ سلیم کے مطابق اس میں حصہ لیتا ہے تو اسے مرتکب حرام قرار دینا ایک ایسی جسارت ہے جس کا حق کسی بڑے سے بڑے انسان کو بھی نہیں پہنچتا۔ یہاں وہی

فرق پیدا ہوگا جو حلال و طیب میں موجود ہے۔ حلال وہ ہے جو قانوناً حلال ہو اور طیّب وہ ہے جو آپ کو اچھا لگے یا موافق آئے۔ دودھ حلال ہے لیکن کسی شخص کو پسند نہ آئے یا اسے موافق نہ آئے تو ساری عمر اس سے پرہیز کرنا بھی جرم نہیں۔ کیونکہ وہ اسے طیب نہیں سمجھتا۔ لیکن اگر اسے حلال بھی نہ سمجھے تو یہ کفر ہوگا۔

یہی صورت تفریحات کی ہے۔ آپ کو گانا بجانا پسند نہیں یا آپ کو اس سے کوئی نقصان پہنچتا ہے تو ساری عمر نہ سنئے کیونکہ یہ آپ کے لئے طیب نہیں لیکن اس کا حق نہیں پہنچتا کہ آپ اسے حرام بھی قرار دیں۔ جو اسے حلال کے ساتھ طیب بھی سمجھتا ہے وہ شوق سے سُنے۔ اس پر نکیر اس وقت تک نہیں کی جا سکتی جب تک اس کا غلط استعمال نہ ہو رہا ہو۔ غلط استعمال (EXPLOIT) تو اگر کوئی قرآن کا بھی کر رہا ہو تو اسے روک دیجئے لیکن یہ نہ کہئے کہ قرآن ناجائز ہے کیونکہ بعض لوگ اس کو غلط محل پر استعمال کرتے ہیں۔ تفریح ہو یا عبادات، ہر چیز کی کچھ حدود ہوتی ہیں اور ان حدود کے اندر ہی رہ کر اس کو برتنا چاہئے۔ کوئی شخص بالکل برہنہ ہو کر نفلیں پڑھے تو اسے نفل سے نہیں روکا جائے گا۔ اس لئے تفریحات میں خاص حدود کے اندر حصہ لینا نہ فقط مباح بلکہ بعض اوقات عین سنت ہے کیونکہ یہ زندگی کا ایک لازمی جزو ہے اور توازنِ حیات اس کا شدّت سے متقاضی ہے۔ (محمد جعفر ندوی)

ریاض السنۃ

یہ کتاب ان احادیث کا انتخاب ہے جو بلند حکمتوں، اعلیٰ اخلاقیات اور زندگی کو آگے بڑھانے والی تعلیمات پر مشتمل ہیں۔ یہ انتخاب احادیث پر اپنی نوعیت کی پہلی کوشش ہے مصنفہ محمد جعفر شاہ ندوی۔ قیمت -/۱۰ روپے

مقامِ سنت

وحی کیا چیز ہے؟ اس کی کتنی قسمیں ہیں؟ حدیث کا کیا مقام ہے؟ اتباع حدیث کا ضروری ہے یا سنت کا؟ مسائل حدیث میں کہاں تک ردو بدل ہو سکتا ہے؟ اطاعت رسول کا کیا مطلب ہے؟ اس کتاب میں ان تمام مسائل پر بڑے سلجھے ہوئے انداز میں بحث کی گئی ہے۔ مصنفہ محمد جعفر شاہ پھلواروی۔ قیمت ۲/۸ روپے۔

ملنے کا پتہ۔ ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور